بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی اور اِس کے مسائل

تالیف

خادم دین اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

نگینہ کتب خانہ

۴۹۔عمر دین روڈ، وسن پورہ، لاہور۔ 042.36880028

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	''قربانی اور اس کے مسائل''
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
	:	مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور.
کمپوزنگ زیر نگرانی	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)
کمپوزر	:	عثمان علی یوسفی، علی بن جاوید یوسفی
کمپوزنگ سینٹر	:	ابوبکر کمپوزنگ سینٹر، چائنہ سکیم، لاہور فون:6846677
پروف ریڈر	:	رشید احمد جنجوعہ (ایم-اے' ایل-ایل-بی)
سن اشاعت	:	۱۴۲۶ھ
بار اول	:	۸۰۰۰
بار دوئم	:	۸۰۰۰
ہدیہ	:	روپے
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S) صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

واحد تقسیم کار

نگینہ کتب خانہ

49- عمر دین روڈ' وسن پورہ' لاہور:7286370

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	سرورق۔	۱
۲۔	جملہ حقوق۔	۲
۳۔	فہرست مضامین۔	۳
۴۔	بہ فیضانِ نظر۔	۶
۵۔	انتساب۔	۷
۶۔	پیش لفظ	۸
۷۔	قربانی اور اس کے مسائل	۹
۸۔	قربانی کا حکم۔	۱۰
۹۔	ماہ ذی الحجہ اور یوم عرفہ۔	۱۰
۱۰۔	بزرگ دن۔	۱۰
۱۱۔	بعد از طلوع چاند۔	۱۱
۱۲۔	غریبوں کے لئے قربانی کا ثواب۔	۱۱
۱۳۔	اگر وسعت والا قربانی نہ کرے۔	۱۲
۱۴۔	قربانی کیا ہے؟	۱۲
۱۵۔	قربانی کا وقت۔	۱۳
۱۶۔	محبوب عمل۔	۱۴
۱۷۔	محبوب صالح عمل۔	۱۵
۱۸۔	ہر گھر والے پر قربانی۔	۱۶

۱۹۔	اختیار مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ۔	۱۷
۲۰۔	ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا۔	۱۸
۲۱۔	ذبح کرنے سے پہلے۔	۱۸
۲۲۔	پسندیدہ جانور۔	۱۹
۲۳۔	قربانی کے جانور کی قسمیں۔	۲۰
۲۴۔	قربانی کے جانور تقسیم کرنا۔	۲۰
۲۵۔	وہ جانور جن کی قربانی درست نہیں۔	۲۱
۲۶۔	عیب دار جانور۔	۲۲
۲۷۔	دس سال قربانی۔	۲۳
۲۸۔	گائے اور اونٹ۔	۲۳
۲۹۔	قربانی کے جانور میں شرکت۔	۲۳
۳۰۔	قربانی کن پر واجب ہے؟	۲۴
۳۱۔	قربانی کے دن۔	۲۴
۳۲۔	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی۔	۲۴
۳۳۔	ذبح، ذبیحہ اور قربانی۔	۲۷
۳۴۔	ذبح اضطراری۔	۲۷
۳۵۔	نَحر۔	۲۸
۳۶۔	ذَبح۔	۲۸
۳۷۔	ذَبح میں کاٹی جانے والی رگیں۔	۲۸
۳۸۔	ذَبح سے حلال ہونے کی شرطیں۔	۲۸
۳۹۔	ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔	۲۹

۴۰۔	ذبح سے جانور حرام ہونے کے امور۔	۲۹
۴۱۔	جانور کس چیز سے ذبح کیا جائے؟	۳۰
۴۲۔	مکروہات۔	۳۰
۴۳۔	مسائل۔	۳۰
۴۴۔	عورت بھی ذبح کرسکتی ہے۔	۳۱
۴۵۔	قربانی کے گوشت کے حصے۔	۳۱
۴۶۔	تین دن سے زیادہ گوشت رکھ کر کھانے کی رخصت میں بیان۔	۳۱
۴۷۔	قربانی کی کھالوں کا بیان۔	۳۲
۴۸۔	مسئلہ۔	۳۲
۴۹۔	امام کا عیدگاہ میں قربانی کرنا۔	۳۳
۵۰۔	رسول کریم ﷺ نے سفر میں قربانی کی۔	۳۳
۵۱۔	تین چیزوں کی ممانعت اور پھر اجازت۔	۳۳
۵۲۔	منت کی قربانی۔	۳۴
۵۳۔	ایک روزہ ایک سال کے روزوں اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر۔	۳۴
۵۴۔	یوم عرفہ کا روزہ۔	۳۵
۵۵۔	یوم عرفہ کے روزہ کی رخصت۔	۳۵
۵۶۔	عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا روزہ جائز نہیں۔	۳۶
۵۷۔	عید کے دن روزہ نہیں۔	۳۷
۵۸۔	ضمیمہ۔قربانی صرف تین دن ہے۔	۳۸

بہ فیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیر طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّر اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول، فنا فی الرسول،

پروانۂ توحید ورسالت، امین علم لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

مرکزِ انوار وتجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ٦ ١٧ گ۔ب

تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد

انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیف کو ان حجاج کرام کے نام منسوب کرتا ہے۔
جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے دامن پاک سے وابستگی حاصل کر کے آپ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ رب ذوالجلال میں شان محبوبیت پائی ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا کہ حج کرنے والے حضرات گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتے ہیں کہ جس طرح وہ آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوئے ہوں۔

نیاز آگین

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

پیش لفظ

قربانی ایک ایسا عمل ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک متواتر چلا آ رہا ہے اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ اور مقبول ہے۔ قربانی کا بحیثیت عبادت کے مشروع ہونا اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ثابت ہے لیکن اس کی خاص شان و عظمت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ایک واقعہ سے شروع ہوتی ہے جس میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے چھری کے نیچے لٹا دیا تھا اور اس کو یادگار حیثیت سے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قربانی کے طور پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ یہ تاریخ عالم کا ایک بے نظیر اور نہایت سبق آموز واقعہ ہے۔ اس واقعہ کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس وادی میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور پیکرِ تسلیم بنا کر قربانی کے لئے پیش کیا گیا۔ اسی وادی میں مسلمانانِ عالم حج کے لئے جمع ہوتے ہیں اور سنّتِ ابراہیمی کی پیروی میں قربانی ادا کرتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت عرق ریزی سے قربانی کے فلسفہ، اس کی تاریخی حیثیت اور اس سے متعلقہ مسائل واحکام کو فرمان خداوندی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں نہایت مدلل اور بحوالہ انداز میں واضح فرمایا ہے تاکہ اہلِ ایمان اس سنّتِ ابراہیمی کی اہمیت و فضیلت سے آگاہی حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اہلِ ایمان کو اس کتاب کے پڑھنے اور اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت قبلہ علامہ صاحب کی سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبول و منظور فرمائے اور آپ کے اس سلسلہ تبلیغ دین کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

رشید احمد یوسفی عفی عنہ

قربانی اور اِس کے مسائل

لفظ ''قربان'' عربی لغت کے اعتبار سے ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے اور اصطلاح شرع میں اس ذبیحہ وغیرہ کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔

زمانہ قدیم میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ سفید رنگ کی غیبی آگ آسمان سے آتی اور قربانی کی چیز کو جلا دیتی اور اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو اس پر نہ آگ آتی اور نہ ہی اسے جلاتی، وہ چیز وہیں پڑی رہتی تھی۔ جیسا کہ قابیل اور ہابیل کی قربانی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:۔ **اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ** ؕ (المائدہ:۲۷) ''جب کہ دونوں (قابیل اور ہابیل) نے قربانی دی پس ان دونوں میں سے ایک سے قبول کی گئی دوسرے سے قبول نہ کی گئی''

اسی طرح قربانیوں کے گوشت اور مال غنیمت بھی بارگاہ الٰہی میں پیش کیے جاتے تھے اور جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت اس طرح پیش کی جاتی کہ جو سچا ہوتا تھا اس کی قربانی کو آگ جلا دیتی تھی۔ جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی۔ قربانیوں کی قبولیت کی بنیاد سچائی اور تقویٰ تھی اور آج بھی ایسے ہی ہے۔

جب قابیل کی قربانی مردود ہوگئی تو اس نے حضرت ہابیل سے کہا میں تمہیں قتل کر دوں گا تو اس کے جواب میں حضرت ہابیل نے کہا: **قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ** ۝ (المائدہ:۲۷) ''بولا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا دستور ہے کہ وہ قربانی اور عمل پرہیزگاروں کا ہی قبول فرماتا ہے''۔ اس سلسلہ میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۷ میں ارشادِ ربّانی ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو ہرگز ان (قربانی کے جانوروں) کے نہ تو گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ہی خون، ہاں

تمہاری پرہیز گاری باریاب ہوتی ہے‘‘۔

قربانی وہ عمل ہے جس میں عہد نبوت سے لے کر آج تک متواتر اتفاق چلا آرہا ہے۔قربانی ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ اور مقبول ہے۔اس میں صرف رضائے الٰہی کو مدنظر رکھنا چاہئے اور ہر قسم کے تکبر، ریا،شہرت اور فخر سے بچنا چاہیے۔اس لئے کہ قربانی کا مقصد نہ تو صرف گوشت کھانا ہے اور نہ ہی شہرت وفخر بلکہ تقویٰ اور رضائے خداوندی ہے۔

قربانی کا حکم:

اللہ تبارک وتعالی جل جلالہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو ارشاد فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ (الکوثر:۲) ’’پس اپنے پروردگار کے لئے (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) نماز پڑھو اور قربانی کرو‘‘

اس آیت مبارکہ میں اگرچہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے،مگر حکم بالعموم ساری اُمتِ مسلمہ کے لئے ہے۔چنانچہ تمام مسلمان اس حکم خداوندی کے قائل اور فاعل ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے۔

ماہِ ذی الحجہ اور یومِ عرفہ

ماہ ذی الحجہ بڑی برکتوں والا مہینہ ہے۔یہ اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ ہے۔اس مہینہ میں اسلام کی عظیم عبادات ’’حج‘‘ مبارک اور ’’قربانی‘‘ ادا کی جاتی ہے۔لاکھوں فرزندان توحید اور شمع رسالت کے پروانے اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل اور نبی کریم ﷺ کی پیروی میں مگن،مصروف عبادت ہوتے ہیں۔اس ماہ کے پہلے دس دنوں اور پھر دس دنوں میں ’’یوم عرفہ‘‘ کو بہت فضیلت حاصل ہے۔

بزرگ دن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں،رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ اَیَّامِ الدُّنْیَا اَیَّامُ عَشْرِ ذِی الْحَجَّۃِ قِیْلَ وَلَا مِثْلُھُنَّ فِیْ

سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا مِثْلُھُنَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ عُفِّرَ وَجْھُہٗ فِی التُّرَابِ [۱]

''دنیا کے سب دنوں سے زیادہ بزرگ دن ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے (یعنی دس دن ہیں)۔ فرمایا گیا کہ ان کے برابر جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر وہ کہ جس نے اپنا منہ مٹی میں آلودہ کیا''۔ (یعنی جام شہادت نوش کیا)''۔

بعد از طلوع چاند:

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعُشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَمُسُّ مِنْ شَعْرِہٖ وَبُشْرِہٖ شَیْئًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَا یَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا یُقْلِمَنَّ ظُفْرًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ رَاٰی ھِلَالَ ذِی الْحِجَّۃِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذُ مِنْ شَعْرِہٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِہٖ [۲]

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص قربانی کی نیت رکھتا ہو، وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے پر نہ تو اپنے سر اور مونچھوں وغیرہ کے بال تراشے اور نہ ہی ناخن کاٹے، یہاں تک کہ قربانی کر لے۔'' (یعنی قربانی کرنے کے بعد مذکورہ بالا کام کرے اور جس کو پہلے دن قربانی نہ کرنی ہو وہ چاہے تو عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنا لے تو کوئی حرج نہیں)۔

غریبوں کے لئے قربانی کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا:

اُمِرْتُ بِیَوْمِ الْاَضْحٰی عِیْدًا جَعَلَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِیْحَۃً اُنْثٰی اَفَاُضَحِّیْ بِھَا قَالَ لَا وَلٰکِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِکَ وَتُقَلِّمُ اَظْفَارَکَ وَتَقُصُّ شَارِبَکَ

---

[۱] مجمع الزوائد جلد۴ ص ۱۷، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۹۹، مسند بزار جلد۱ ص ۲۵۷۔ [۲] سنن نسائی جلد۲ ص ۲۰۱، مسلم جلد۲ ص ۱۶۰، ابن ماجہ ص ۲۳۳۔۲۳۴، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷۔

وَتَحلِقُ عَانَتکَ فَذٰلِکَ تَمَامُ اُضحِیَتِکَ عِندَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ [۳]

''مجھے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس اُمت کے لئے اس دن کو عید کیا ہے تو اس شخص نے عرض کیا، اگر میرے پاس کچھ نہ ہو مگر اونٹنی یا بکری تو کیا میں اس کی قربانی کروں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! (کیونکہ ایک ہی جانور ہے اس کو بھی ذبح کردے گا تو کام کاج میں تکلیف ہوگی لہذا) اپنے سر کے بال کٹوا کر، ناخن تراش کر اور مونچھوں کے اور زیر ناف بال تراش (مونڈ) لیں اللہ (جل جلالہ) کے نزدیک تیری یہی قربانی ہے''۔ (تم مکمل قربانی کا ثواب حاصل کر سکتے ہو)۔ یعنی جو شخص جانور کی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ بھی ذی الحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد نہ تو حجامت بنوائے نہ ہی ناخن کاٹے اور نہ ہی غیر ضروری بال تراشے بلکہ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنوائے، مونچھیں تراشے اور ناخن کاٹے تو اس کو بھی قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

اگر وسعت والا قربانی نہ کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃٌ ، وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا [۴]

''جس شخص کو وسعت ہو (یعنی اس کے پاس مال و دولت ہو) اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے''۔

قربانی کیا ہے؟

عَنْ زَیدِ بنِ اَرقَمَ قَالَ قَالَ اَصحَابُ رُسُولِ اللّٰہِ یَارَسُولَ اللّٰہِ

---

[۳] سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۱، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹ [۴] ابن ماجہ ص ۲۳۲، نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۲۰۷، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۸ ص ۳۳۸، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۸، درمنثور جلد ۴ ص ۳۶۱، مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۳۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۶۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ ص ۲۲۳۔

مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ ؟ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَام قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا: فَالصُّوْفُ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ ۵

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا ''تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت (یعنی اُن کا طریقہ) ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ان میں ہمارے لئے کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے ہر بال کے عوض نیکی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جو اُون ہے، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا اُون کے ہر ہر بال کے عوض نیکی ہے''۔

حضرت ابن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا قربانی واجب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْمُسْلِمُوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ ۵a ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسلمانوں نے اسے کیا اور یہ سنّت (یعنی طریقہ) جاری ہوگئی۔'' اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما فرما دیتے کہ وہ واجب نہیں ہے۔

قربانی کا وقت:

عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُّ الْاَضْحٰی یَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ یَعْدُاَنْ صَلّٰی وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ یَرٰی لَحْمَ اُضَاحِیَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ فَلْیَذْبَحْ مَکَانَهَا اُخْرٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ

---

۵ ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۵a ابن ماجہ ص ۲۳۳۔

فَلْیَذْبَحْ اُخْرٰی مَکَانَھَا وَمَنْ لَمْ یَذْبَحْ فَلْیَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰہِ ۶

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں قربانی کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے یعنی نماز سے سلام پھیرا ہی تھا کہ قربانیوں کے گوشت دیکھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کردی گئیں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھانے سے پہلے (جانور کو) ذبح کر لیا ہو تو وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قربان کے دن نماز پڑھائی، خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد ازیں قربانی کی اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ابھی نہ کی ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر کرے۔

کتب احادیث میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کرلیا ہو اُسے دوبارہ قربانی کرنی چاہئے۔ بخاری شریف میں ہے ''جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کردی وہ اس کے اپنے نفس کے لئے۔ (یعنی اس کے لئے قربانی کا اجروثواب نہیں ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی (کا جانور) ذبح کیا۔ اس نے قربانی پوری کرلی۔ اور مسلمانوں کے طریقے کو پالیا''۔

محبوب عمل:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا ۷

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''یوم النحر'' یعنی دسویں ذی الحجہ میں

---

۶ بخاری جلد۲ص ۱۳۲، مسلم جلد۲ص ۱۵۷، موطا امام مالک ص ۴۹۵، سنن نسائی جلد۲ص ۱۵۳، ابن ماجہ ص ۲۳۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۷ ابن ماجہ ص ۲۳۳، ترمذی جلد ۱ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

ابن آدم کا کوئی عمل قربانی کرنے سے زیادہ محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں مقام قبولیت پر پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو"۔

محبوب صالح عمل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْ اَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهَا اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ یَعْنِیْ اَیَّامَ الْعَشْرِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیک وسلم) وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْءٍ** [۸]

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کوئی دن ان دس دنوں (یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں) سے زیادہ محبوب نہیں ہے جن میں نیکیاں کی جائیں۔ (یعنی ان دس دنوں کی نیکیاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہیں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، فرمایا ہاں! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، مگر جو شخص اپنی جان اور مال لے کر نکلا پھر اس میں کچھ لے کر واپس نہ لوٹا"۔

انہی سے مروی دوسری روایت میں الفاظ ہیں: **مَا مِنْ عَمَلٍ اَزْکٰی عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ خَیْرٍ یَعْمَلُهٗ فِیْ عَشْرِ الْاَضْحٰی** [۹]

"ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں جو بھی نیک عمل کیا جاتا ہے وہ دوسرے دنوں کے اعمال سے بڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ اور اجر میں بہت

---

[۸] ابن ماجہ ص ۱۲۵، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۹۸، نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۵۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۲۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۸، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۸، بخاری جلد ۱ ص ۱۳۲، دارمی جلد ۲ ص ۲۵، درمنثور جلد ۱ ص ۲۲۷۔ [۹] دارمی جلد ۲ ص ۲۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۹۸۔

عظیم ہے''۔ باقی حدیث شریف مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو روپیہ پیسہ عید کے دن قربانی پر خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیسہ پیارا نہیں''۔ (طبرانی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے (بقر عید کے دن) فرمایا: **اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبۡدَاُبِهٖ فِیۡ یَوۡمِنَا هٰذَا اَنۡ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرۡجِعُ فَنَنۡحَرَ مَنۡ فَعَلَهٗ فَقَدۡ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنۡ ذَبَحَ قَبۡلُ اَنۡ نُصَلِّیَ فَاِنَّمَا هُوَ لَحۡمٌ قَدَّمَهٗ لِاَهۡلِهٖ لَیۡسَ مِنَ النُّسُکِ فِیۡ شَیۡئٍ**[۱۰]

''اِس دن پہلا جو کام ہم کرتے ہیں، وہ نماز ہے پھر نماز سے لوٹ کر قربانی کرتے ہیں جو شخص ایسا کرے (یعنی نماز پڑھ کر) قربانی کرے، اُس نے ہماری سنّت پر عمل کیا اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی نہ ہوئی بلکہ اس نے اپنے گھر والوں کے لئے گوشت کاٹا وہ (قربانی) عبادت میں شامل نہیں ہوگی''

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **مَنۡ ذَبَحَ بَعۡدَ الصَّلٰوةِ فَقَدۡ تَمَّ نُسُکُهٗ وَ اَصَابَ سُنَّةَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ**''[۱۱] ''جس نے نماز کے بعد ذبح کیا، اُس کی قربانی پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کی سنّت پر چلا''

ہر گھر والے پر قربانی:

حضرت مخنف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم ﷺ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، عرفہ کا دن تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَهۡلِ بَیۡتٍ، فِیۡ کُلِّ عَامٍ اُضۡحِیَّةً وَّ عَتِیۡرَةً** ''اے لوگو ہر گھر پر قربانی ہے اور ایک عتیرہ ہے'' **هَلۡ تَدۡرُوۡنَ مَا الۡعَتِیۡرَةُ؟ هِیَ**

۱۰۔ بخاری جلد۲ ص۸۳۲، شرح السنۃ جلد۲ ص۶۱۴، مسلم جلد۲ ص۱۵۴، مسند احمد جلد۲ ص۲۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص۲۶۳، کنز العمال جلد۲ ص۲۸۲۔ ۱۱ شرح السنۃ جلد۲ ص۶۱۴، بخاری جلد۲ ص۸۳۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص۲۷۶۔

الَّتِی یُسَمِّیھَا النَّاسُ الرَّجِیَّۃَ ۱۲؎ ’’تم جانتے ہو ’’عتیرہ‘‘ کیا ہے؟ فرمایا: یہ رجب المرجب کی قربانی ہے‘‘۔

شروع اسلام میں ’’عتیرہ‘‘ واجب تھی عتیرہ اس مذبوح جانور کا نام ہے جو مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ذبح کرتے تھے پھر قربانی کے وجوب سے رجب المرجب کی قربانی منسوخ ہوگئی۔ دوسری روایت میں عتیرہ کی منسوخی کا ذکر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیرَہَ ۱۳؎ ’’(اسلام میں) نہ فرع نہ عتیرہ‘‘

’’فرع‘‘ اس کو کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جس جانور کا اول بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے اسلام میں اس کو منع فرمایا گیا ہے کہ اس سے کفار کی مشابہت ہے لیکن قربانی کا وجوب اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے قربانی واجب ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (الکوثر:۲) ’’اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے لئے قربانی کریں‘‘

اختیار مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز نماز کے بعد خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ وَمَنْ نُسُکَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَتِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ ’’جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسے قربانی کی تو اس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی (تو وہ بکری قربانی کی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی‘‘۔ یہ سن کر حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی، میں نے خود بھی

۱۲؎ ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۱۳؎ مشکوٰۃ ص ۱۲۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۳۱، ترمذی ص ۱۵۱۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۶۷، دارمی جلد ۲ ص ۸۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۲۶۔

کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **تِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ** "یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے (یعنی قربانی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے، (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اس کی قربانی کرسکتا ہوں؟ تو فرمایا: **نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ** [۱۴] "ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں" (کافی نہ ہوگی)۔

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا:

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ پینا مکروہ وممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا، اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو اجرت پر دینا، غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ اگر اس نے اُون کاٹ لی یا دودھ دھولیا تو اسے صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔

قربانی کے لئے جانور خریدا تھا۔ قربانی کرنے سے پہلے اس کو بچہ پیدا ہوا تو بچہ بھی ذبح کردیں۔ اگر بچہ کو بیچ دیا تو اس کے پیسے صدقہ کردیں اگر کچھ نہ کیا اور اگلے سال قربانی کے لئے رکھ لیا اس کی قربانی نہیں کرسکتا کیونکہ یہ پچھلے سال والے جانور کا حصّہ ہے جو باقی رہ گیا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ شریف)۔

ذبح کرنے سے پہلے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے دو خصی چتکبرے سینگ والے بکرے (عید قربان کے دن) ذبح کئے۔ جب انہیں قبلہ رُو لٹالیا تو فرمایا: **اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا ج وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ**

---

[۱۴] ابوداؤد جلد۲ ص ۳۱، بخاری جلد۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۴، تلخیص الحبیر جلد۴ ص ۱۳۹، کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۸۴۔

صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ذَبَحَ بِیَدِہٖ وَ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ ’’میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کیا۔ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف پر ہوں۔ (ہر بے دینی سے الگ) اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور میں تسلیم کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے میرے پروردگار یہ تیری طرف سے اور تیرے لئے ہے۔ (حضرت محمد (مصطفٰے ﷺ) اور ان کی امت کی طرف سے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (یہ کلمات ادا فرمائے اور پھر جانور کو ذبح فرمایا)۔

آج جو مسلمان قربانی کرے وہ (عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ) کے الفاظ نہ کہے۔ بقیہ تمام کلمات ذبح کرنے سے پہلے ادا کرے۔ کیونکہ یہی صحیح طریقہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ بالفرض اگر کسی کلمہ گو مسلمان کو یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو کم از کم بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا نہ بھولے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نورانی دست مبارک سے جانور کو ذبح کیا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یَضَحَّ مِنْ اُمَّتِیْ [۱۵]

’’بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ (جل شانک) یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکیں‘‘۔

پسندیدہ جانور:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،

---

[۱۵] ابوداؤد جلد۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

فرماتی ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ یَطَاءُ فِیْ سَوَادٍ وَیَبْرُکُ فِیْ سَوَادٍ وَیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ فَاُتِیَ بِہٖ لِیُضَحّٰی بِہٖ قَالَ یَاعَائِشَۃُ ھَلُمِّی الْمُدْیَۃَ ثُمَّ قَالَ اِشْحِذِیْھَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَھَا وَاَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَہٗ ثُمَّ ذَبَحَہٗ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ [۱۶]

"رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سینگ والا بکرا، لایا جائے جو سیاہی میں چلے، سیاہی میں بیٹھے اور سیاہی میں دیکھے (یعنی کالے پاؤں، کالے پیٹ اور کالی آنکھوں والا) آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں (ایسا بکرا) حاضر کیا گیا۔ فرمایا: "اے عائشہ" رضی اللہ عنہا چھری لاؤ، پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو (فرماتی ہیں، میں نے چھری کو) تیز کرلیا پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑی۔ بکرے کو لٹایا اور اسے ذبح فرمایا (پھر یہ کلمات کہے) بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مَحَمَدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ "اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام سے، اے اللہ (جل جلالک) اس (قربانی) کو (حضرت) محمد (مصطفےٰ ﷺ) اور (حضرت) محمد (مصطفےٰ ﷺ) کی آل اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی امت کی طرف سے قبول فرما"۔ پھر کھانا کھایا"۔

قربانی کے جانور کی قسمیں:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (۱)۔ گائے، (۲)۔ اونٹ اور (۳)۔ بکری۔ ان کی جتنی قسمیں ہیں، سب اس میں داخل ہیں یعنی نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے۔ سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ گائے میں بھینس، سانڈھ اور بیل بھی شمار ہے۔ بکری میں بھیڑ، دنبہ، چھترا اور بکرا سب شامل ہیں۔

قربانی کے جانور تقسیم کرنا:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ

---

[۱۶] مسلم جلد ۱ ص ۱۵۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷۔

ﷺ اَعْطَاهُ غَنَماً يُقَسِّمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ اَنْتَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِيْ جِذْعٌ قَالَ ضَحِّ بِهِ اَنْتَ ۱۷؎

"رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو میرے حصہ میں چھ ماہ کا بکری کا بچہ آیا، اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہی ذبح کرلو"۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ ملا، فرمایا تم یہی قربانی کرلو"۔

وہ جانور جن کی قربانی درست نہیں:

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ اَرْبَعًا اَلْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَاءُ لَبَيِّنُ عَوْرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرْضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ ۱۸؎

"رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ کن جانوروں کی قربانی سے بچنا چاہیے تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا: کہ چار قسم کے جانور قربانی کے لئے درست نہیں ہیں۔

(۱)۔لنگڑا، جس کا لنگ ظاہر ہو، (۲)۔کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۳)۔بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو، اور (۴)۔ایسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ

۱۷؎ بخاری جلد۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۳، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۱، ابن ماجہ ص ۲۳۴، مسند احمد جلد۳ ص ۳۲، جلد۴ ص ۱۴۹، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۲۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ ص ۲۷۸، جلد۱۷ ص ۳۴۷، ۲۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۲۰۔ ۱۸؎ ترمذی جلد۱ ص ۲۷۷، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۱، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ص ۲۳۴، موطا امام مالک ص ۴۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ابن ماجہ ص ۲۳۴، ترمذی جلد۱ ص ۲۷۵، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، دارمی جلد۲ ص ۷۶، مسند احمد جلد۴ ص ۲۸۹، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۸۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۷۴۔

ہو (ہڈیوں کا پنجر)۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَمَـرَنَـا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابِلَۃٍ وَلَا مُدَابِرَۃٍ وَّلَا شَرْقَاءِ وَلَا خَرْقَاءِ** [۱۹]

''رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان دیکھ لیں۔ نہ لمبائی میں چرے کان کی قربانی کریں نہ چوڑائی میں کٹے جانور کی قربانی کریں۔ (اس میں زیادہ کا اعتبار ہے، اگر آدھے سے کم چرا اور کٹا ہے تو قربانی ہوجائے گی)''۔

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی فرماتے ہیں: **نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نُضَحِّیَ بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ** [۲۰]

''حضور نبی کریم ﷺ نے ٹوٹے سینگ اور کٹے کانوں والے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (سینگ سے مراد خول نہیں بلکہ خول کے نیچے گلی یا مغز ہے۔ اگر مغز پورا ہے تو قربانی جائز ہے۔ اگرچہ خول ٹوٹا ہو)''۔

عیب دار جانور:

جانور کو جس وقت خریدا جائے اس وقت اس میں عیب نہ تھا کہ جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی بعد میں عیب پیدا ہوگیا تو اگر وہ شخص صاحب نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالکِ نصاب نہیں تو اس کی قربانی کرے۔ یہ اس وقت کہ اس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اس نے منت مانی ہے کہ بکری کی قربانی دوں گا اور منت پوری کرنے کے لئے بکری خریدی اس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہوگیا اس صورت میں فقیر کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

---

[۱۹] ابن ماجہ ص ۲۳۴، نسائی جلد۱ ص ۲۰۲، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، ترمذی جلد۱ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

[۲۰] ابن ماجہ ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

قربانی کے وقت جانور اچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوگیا یہ عیب مضر نہیں قربانی ہو جائے گی۔ قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

دس سال قربانی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ [۲۱]

"رسول کریم ﷺ نے مدینہ شریف میں دس سال تک قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے"۔

گائے اور اونٹ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْبَقَرَۃُ عَنْ سَبْعَۃٍ وَالْجُزُوْرُ عَنْ سَبْعَۃٍ [۲۲]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" گائے سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات کی طرف سے ہے"۔

قربانی کے جانور میں شرکت:

سات آدمیوں نے قربانی کے لئے گائے خریدی ان میں ایک کا انتقال ہوگیا۔ اس کے ورثاء نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے قربانی کرو اور انہوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر وارثوں کی اجازت کے بغیر شرکاء نے قربانی کی، کسی کی نہ ہوئی۔

قربانی کے شرکاء میں ایک مرزائی یا ان میں ایک کا مقصود قربانی نہیں ہے

---

[۲۱] ترمذی جلد ا ص ۲۷۶، مشکوٰۃ ص ۱۲۹ [۲۲] مشکوٰۃ ص ۱۲۷، ترمذی جلد ا ص ۲۷۶، موطا امام مالک ص ۴۹۷، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲، سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۰، نصب الرایہ جلد ۴ ص ۲۰۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۱۶۱۔

بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو اس کی قربانی نہ ہوئی۔

شرکاء میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گذشتہ کی قربانی ہے تو جس نے اس سال کی نیت کی اس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گذشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہوسکتی۔ ان لوگوں کی یہ قربانی تطوع یا نفل ہوئی۔ ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت صدقہ کریں۔

قربانی کن پر واجب ہے؟

جن پر قربانی واجب ہے وہ اہل ایمان درج ذیل ہیں:

(۱)۔ مسلمان، (۲)۔ مالدار، (۳)۔ آزاد، (۴)۔ مقیم (مسافر اگر قربانی کرے تو تطوع یعنی نفل ہے)۔

قربانی کے دن:

حضرت نافع علیہ الرحمہ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی [۲۳] ''عیدقربان کے دن کے بعد قربانی دو دن اور ہے''۔

رسول کریم ﷺ کی طرف سے قربانی:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رَءَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیَ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا ھٰذَا فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیَ عَنْہُ [۲۴]

''میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا مجھے رسول کریم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا

---

[۲۳] موطا امام مالک ص ۴۹۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ [۲۴] ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

کروں۔ لہٰذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھی کرتا ہوں۔

مسئلہ نمبر۱: سرکار کائنات ﷺ کے نام کی قربانی حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم کی سنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ استطاعت عشاقِ نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقان رسول کریم ﷺ گائے یا اونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت امام حسین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوثِ اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہم کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔ (اپنی استطاعت کے مطابق)

مسئلہ نمبر۲: گائے اور اونٹ کی قربانی میں عقیقہ والا بھی شامل ہوسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر۳: خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں۔ خصی بکرے کا گوشت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسی طرح خصی بیل اور بھینسے کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ نمبر۴: بعد وصال مرحوم کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔ اگر میت کی قربانی ہو تو اس کا سارا گوشت خیرات کر دیا جائے۔ اگر وارث اپنی جانب سے محض ثواب کے لئے میت کی طرف سے قربانی کرے تو خود بھی کھائے اور فقیر اور امیر سب کو کھلائے۔

مسئلہ نمبر۵: قربانی جانور کو ذبح کرنے سے ہوگی۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کی رقم (روپے) غریبوں میں تقسیم کرنے سے یا قصائی کی دکان سے ذبح شدہ جانور کا گوشت خرید کر تقسیم کرنے سے قربانی نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی)

مسئلہ نمبر۷: یہ ضروری نہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو ہی قربانی کی جائے۔ بلکہ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو بھی غروب آفتاب سے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر۸: گائے کی قربانی میں جب مختلف افراد کی شرکت ہو تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ ہو۔ کیونکہ تولے بغیر تقسیم کرنے سے کم یا

زیادہ ملنے کا احتمال ہوسکتا ہے اور وزن کرنا جائز ہے۔(درمختار ردالمختار)

مسئلہ نمبر۹: بکری، گائے، اونٹ میں تمام قسمیں، نر و مادہ خصی و غیر خصی سبھی داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر۱۰: ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرلیا جائے۔ ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو، نہ پائے کاٹے جائیں اور نہ ہی چمڑا اتارا جائے۔

مسئلہ نمبر۱۱: قربانی کا گوشت خود کھا سکتا ہے دوسرے کو بھی دے سکتا ہے چاہے غنی ہو یا فقیر۔

مسئلہ نمبر۱۲: ذبح سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی وغیرہ دیں۔ بھوکا، پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ جانور کو آرام سے گرانے کے بعد اس کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ پہلے سے تیار رکھنی چاہئے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ شریف کی طرف اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں۔

مسئلہ نمبر۱۳: قربانی کی کھال اس کی جھول، رسی، گھنگرو، گلے کا ہار وغیرہ سب کچھ صدقہ کردینا چاہئے۔ کھال کو اگر اپنے استعمال میں لانا چاہیں تو جائز ہے۔ اگر بیچ دی ہے تو قیمت صدقہ کردیں۔ (درمختار ردالمختار)

مسئلہ نمبر۱۴: ذبح کرنے والے کو اجرت میں جانور کا چمڑہ (کھال) یا گوشت وغیرہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر اجرت الگ دی اور پھر ان میں سے کوئی چیز تحفۃً دیتے ہیں تو جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۱۵: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن اگر دوسرے سے کرایا تو اپنے جانور کے پاس آکر کھڑا ہو۔ اگر کسی دوسرے نے ذبح کیا اور چھری پر اپنا ہاتھ بھی رکھتا ہے تو دونوں کو بسم اللہ اور تکبیر کہنا واجب ہے۔ ایک نے قصداً بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ چھوڑ دی یہ سمجھ کر کہ دوسرے نے کہہ دی ہوگی تو جانور حلال نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قربانی کے جانور پر آفت آئے تو اس کے بدلے قربانی واجب ہے۔

ذبح، ذبیحہ اور قربانی:

گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور اس جانور کو جس کی رگیں کاٹی گئیں ''ذبیحہ'' کہتے ہیں۔

بعض جانور ذبح کئے جاتے ہیں، بعض نہیں۔ جو شرعاً ذبح نہیں کئے جاتے وہ بغیر ذبح کے حلال ہیں جیسے مچھلی اور ٹڈی (مکڑی) اور جو ذبح کئے جا سکتے ہیں وہ بغیر ''ذکاۃ شرعی'' حلال نہیں۔

ذکاۃ شرعی کا یہ مطلب ہے کہ جانور کو اس طرح ذبح یا نَحر کیا جائے کہ حلال ہو جائے۔ ''ذکاۃ شرعی'' دو قسم کی ہیں: (۱)۔ ذکاۃ اختیاری اور (۲)۔ ذکاۃ اضطراری۔

ذکاۃ اختیاری کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔ نَحر اور (۲)۔ ذبح

ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے۔

ذبح اضطراری:

ذبح اضطراری یہ ہے کہ اگر پالتو جانور بھاگ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو تیر یا نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح **بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھ کر ماریں اس کے لئے گردن میں ہی ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ جس جگہ سے بھی زخمی کر دیا جائے کافی ہے یونہی اگر جانور کنوئیں میں گر گیا اس کو نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کر ہلاک کر دیں، ذبح ہو گیا۔ اسی طرح اگر جانور اس پر حملہ آور ہوا۔ جیسا کہ بیل اور سانڈھ اکثر حملہ کر دیتے ہیں ان کو بھی اسی طرح ذبح کیا جا سکتا ہے۔

آبادی میں بکرا یا بکری بھاگ گئی تو اس کے لئے ذبح اضطراری نہیں ہے کہ پکڑی جا سکتی ہے اور میدان میں بھاگ گئی تو ذبح اضطراری ہو سکتی ہے۔ گائے، بیل اور اونٹ اگر بھاگ جائیں تو آبادی اور جنگل دونوں کا ان کے لئے ایک جیسا حکم ہے، ہو سکتا ہے آبادی میں بھی ان کے پکڑنے پر قدرت نہ ہو۔

نَحر:

حلق کے آخری حصّہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نَحر کہتے ہیں۔ اونٹ کو نَحر کرنا سنّت ہے۔ اگر اونٹ کو نَحر نہ کیا بلکہ ذَبح کیا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہے مگر ایسا کرنا خلاف سنّت ہے۔

ذَبح:

ذَبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین۔ لبہ سینے کے بالائی حصّہ کو کہتے ہیں۔ گائے بکری وغیرہ کو ذَبح کرنا سنّت ہے اور اگر ذَبح کی بجائے نَحر کیا، تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا خلاف سنّت ہے۔ عوام النّاس میں یہ جو مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ سے ذَبح کیا جاتا ہے یہ غلط ہے اور بلا فائدہ ایذا دینا ہے۔

ذَبح میں کاٹی جانے والی رگیں:

ذَبح میں کاٹی جانے والی چار رگیں ہیں: (۱)۔ حلقوم، (۲)۔ مری، (۳،۴)۔ دوجین۔

حلقوم: یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے۔

مری: اس سے کھانا پانی اُترتا ہے۔

دوجین: یہ حلقوم اور مری کے اغل بغل دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے۔

جانور کا پورا حلقوم ذَبح کی جگہ۔ اوپر، درمیان، نیچے جس جگہ میں ذَبح کی جائے جانور حلال ہوگا یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے۔

ذَبح سے جانور حلال ہونے کے لئے چند شرطیں:

(۱)۔ ذَبح کرنے والا عاقل ہو، (۲)۔ ذَبح کرنے والا مسلمان ہو، (۳)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ ذَبح کرنا، (۴)۔ خود ذَبح کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام اپنی زبان سے کہے، (۵)۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ذَبح

کے لئے کہا جائے، (۶)۔ غیر مسلم اہل کتاب ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے، (۷)۔ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو، (۸)۔ ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لیا جائے یعنی **بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَرُ** کہا جائے **بِسْمِ زَیْد** یا **بِسْمِ طُفَیْل** یا **بِسْمِ فلاں** وغیرہ نہ کہا جائے، (۹)۔ جس جانور کو ذبح کیا جائے بوقت ذبح زندہ ہو اگرچہ زندگی کا تھوڑا حصّہ باقی ہو، (۱۰)۔ ذبح کے بعد خون کا نکلنا یا جانور کی حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے:

گونگے کا، اگر مسلمان اور اہل کتاب ہو، جس کا ختنہ نہ ہوا، ابرص یعنی سفید داغ والے کا، جن اگر انسانی شکل میں ہو اور عورت کا۔

ذبح سے جانور حرام ہونے کے اُمور:

(۱)۔ مجنوں کا ذبیحہ، (۲)۔ اتنا بچہ جو بے عقل ہو اس کا ذبیحہ، (۳)۔ مشرک، مرتد اور مرزائی کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے، (۴)۔ اہل کتاب اگر غیرِ اہلِ کتاب ہوگیا تو اب اس کا ذبیحہ، (۵)۔ مسلمان اگر معاذ اللہ، عیسائی، یہودی یا مرزائی ہوگیا کہ یہ مرتد ہے، تو اِس کا ذبیحہ، (۶)۔ عیسائی قصائی نے ذَبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے، تو جانور حرام ہے، (۷)۔ مسلمان قصائی نے **بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَرُ** کہنے کی بجائے جانور کے گلے پر چھری چلاتے وقت کہہ دیا **بسم فلاں** تو جانور حرام ہوگیا۔ کیونکہ قرآن پاک میں آتا ہے: **وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ**۔ ذَبح کے وقت غیر خدا کا نام لینے سے جانور حرام ہوجاتا ہے۔ (۸)۔ خود ذبح کرنے والا بھولا نہ تھا اسے یاد تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام نہ لیا یا قصداً **بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَرُ** نہ کہا اگرچہ دوسروں نے نام لیا تو جانور حرام ہے، (۹)۔ **بسم اللہ واسم فلاں** کہا اس صورت میں بھی جانور حرام ہے،

(۱۰)۔ چھینک آئی اور **الحمدللہ** کہا اور لگتے ہاتھ ذبح کر دیا یہ **الحمدللہ** ذبح کے لئے نہیں بلکہ چھینک پر مقصود تھا، اس لئے جانور حلال نہیں۔

جانور کس چیز سے ذبح کیا جائے:

ذبح ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضروری نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کرے۔ دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہو سکتا ہے۔

مکروہات:

(۱)۔ اونٹ کو نحر کی بجائے ذبح کرنا، (۲)۔ گائے یا بکری وغیرہ کو ذبح کی بجائے نحر کرنا، (۳)۔ اونٹ کو تین جگہ سے نحر کرنا، (۴)۔ کند چھری سے ذبح کرنا، (۵)۔ جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا، (٦)۔ جانور کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کو لے جانا، (۷)۔ ذبح کے وقت سر کٹ کر جدا ہو جانا، (۸)۔ اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے، (۹)۔ ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے، (۱۰)۔ ٹھنڈے ہونے سے پہلے کھال اتارنا، اعضاء کاٹنا، گردن کو توڑنا، گردن کی طرف سے ذبح کرنا، (۱۱)۔ ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں، (۱۲)۔ جانور کا منہ ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا، (۱۳)۔ قربانی کے لئے گائے خریدی پھر اس میں کچھ لوگوں کو شریک کر لیا۔ سب کی قربانیاں ہو جائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسائل:

(۱)۔ ذبح کرنے اور **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدلنے نہ پائے، اگر مجلس بدل گئی اور عمل کثیر درمیان میں واقع ہوا تو جانور حلال نہ ہوا۔ ایک لقمہ کھایا، ذرا سا پانی پیا یا چھری تیز کر لی یہ عمل قلیل ہے۔ اس صورت میں جانور حلال ہے۔

۲۔ دو بکروں کو اوپر نیچے لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ**

پڑھ کر ذبح کر دیا، دونوں حلال ہیں اور اگر ایک کو ذبح کرنے کے فوراً بعد دوسرے کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اس کو پھر **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھنی ہوگی۔ پہلے جو پڑھ چکا وہ دوسرے کے لئے کافی نہیں۔

۳۔ بکرا یا گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا **بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اٹھ کر بھاگ گئے پھر اسے پکڑ کر لایا اور لٹایا تو اب پھر **بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھے، پہلے کا پڑھا ہوا ختم ہوگیا۔

عورت بھی ذبح کرسکتی ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اپنا واقعہ ہے: **اَمَرَ اَبُوْ مُوْسٰی بَنَاتِہٖ اَنْ یُضَحِّیْنَ بِاَیْدِیْھِنَّ** [۲۵]

''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کریں''۔

قربانی کے گوشت کے حصّے:

قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص یعنی غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے، پکا کر بھی کھلا سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصّے کریں ایک حصّہ فقراء کے لئے، ایک حصّہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے اور کل کا صدقہ کردینا بھی جائز ہے۔ [۲۶]

تین دن سے زیادہ گوشت رکھ کر کھانے کی رخصت میں بیان:

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِیَتَّسِعَ ذُوْالطَّوْلِ عَلٰی مَنْ لَا طَوْلَ لَہٗ**

---

[۲۵] بخاری جلد۲ ص۸۳۴۔ [۲۶] ابن کثیر جلد۴ ص۱۸۹۔

فَكُلُوا مَا بَدَالَكُمْ وَاَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا ۲۷

"میں نے تمہیں منع فرمایا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھو اس لئے کہ کشادگی کریں گے طاقت والے لوگ بے طاقت والوں پر۔ سو اب کھاؤ تم جس طرح چاہو اور کھلاؤ اور جمع کرو"۔ لہٰذا تین دن سے زائد اپنے گھر والوں کے لئے رکھنا بھی جائز ہے۔

بعض لوگ عید الاضحیٰ کے دن کہتے ہیں کہ ہمارا روزہ ہے حالانکہ روزہ تو قبل طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ عید الاضحیٰ کے دن یہ عمل مستحب ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو وہ قربانی کے گوشت سے کھائے۔ حضور نبی کریم ﷺ عید الاضحیٰ کے روز کچھ کھائے پیئے بغیر عیدگاہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

قربانی کی کھالوں کا بیان:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهٗ اَنْ يَّقْسِمَ بَدَنَهٗ كُلَّهَا لَحُوْمُهَا وَجُلُوْدُهَا وَجِلَالَهَا لِلْمَسَاكِيْنِ ۲۸

"رسول کریم ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ اونٹ کا گوشت ان کی کھالیں اور جھولیں سب (چیزیں) بانٹی جائیں"۔

مُسِنَّہ:

مُسِنَّہ وہ اونٹ ہے جو پورے پانچ برس کا ہو کر چھٹے میں شروع ہوا ہو اور گائے، بیل بھینس میں وہ ہے جو دو برس کا پورا ہو کر تیسرے میں شروع ہوا ہو اور بکری جو ایک برس کی ہو اور دوسرے سال میں لگ گئی ہو ان سب کا قربانی کے لئے مُسِنَّہ ہونا شرط ہے۔

مگر دنبہ اور بھیڑ اگر جذعہ بھی ہو تو درست ہے۔ جذعہ اسے کہتے ہیں جو چھ مہینے سے زیادہ ہو اور ایک برس سے کم۔ اگر یہ مُسِنَّہ بہم نہ پہنچے تو جذعہ درست

---

۲۷ مسلم جلد ۲ ص ۱۵۸، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۷، موطا امام مالک ص ۴۹۶۔ ۲۸ ابن ماجہ ص ۲۳۵۔

ہے لیکن ایک شرط یہ ہے کہ بھیڑ یا مینڈھا کی نسل سے ہو۔

امام کا عیدگاہ میں قربانی کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَذْبَحُ اُضْحِیَتَہٗ بِالْمُصَلّٰی وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُہٗ** [۲۹]

''نبی کریم ﷺ قربانی کے جانور کو عیدگاہ میں ذبح فرماتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے''۔

رسول کریم ﷺ نے سفر میں قربانی کی:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ قَالَ یَاثَوْبَانُ اَصْلِحْ لَنَا لَحْمَ ھٰذِہِ الشَّاۃِ قَالَ فَمَا زِلْتُ اُطْعِمُہٗ مِنْھَا حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ** [۳۰]

''رسول کریم ﷺ نے سفر میں قربانی کی پھر فرمایا: اے ثوبان اس بکری کے گوشت کو ہمارے لئے صاف کر، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پھر وہ گوشت آپ ﷺ کے لئے صاف کر کے پکا دیا گیا اور میں وہی گوشت آپ ﷺ کو کھلاتا رہا یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے۔ (سفر ختم ہوگیا)''۔

تین چیزوں کی ممانعت اور پھر اجازت:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اِنِّیْ کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا وَلْتَزِدْکُمْ زِیَارَتُھَا خَیْرًا وَنَھَیْتُکُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَمْسِکُوْا مَاشِئْتُمْ وَنَھَیْتُکُمْ عَنِ الْاَشْرِبَۃِ فِی الْاَوْعِیَۃِ**

---

[۲۹] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۲، بخاری جلد ۲ ص ۸۳۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۵۸، ۱۴۴، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۱۷۔ [۳۰] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۳، مسلم جلد ۲ ص ۱۵۹ امسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۷، ۲۸۱، قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ حدیث نمبر ۴۷۔

فَاشْرَبُوْا فِی اَیِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرِبُوْا مُسْكِرًا وَلَمْ یَذْكُرْ مُحَمَّدٌ وَاسْلُوْا[۳۱]

"میں تمہیں تین کاموں سے منع فرمایا کرتا تھا۔ (۱)۔ قبروں کی زیارت سے، اب زیارت کیا کرو، اپنی نیکیاں بڑھاؤ۔ (دوسری روایت میں ہے: مَنْ اَرَادَ زِیَارَةِ الْقُبُوْر فَاِنَّهَا تُذَبِّرِ وَالْاٰخِرَةَ جو قبروں کی زیارت کا ارادہ کرے اور جائے اس سے آخرت یاد آتی ہے)، (۲)۔ میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا کرتا تھا، اب کھاؤ اور جب تک چاہو رکھو اور (۳)۔ میں نے تمہیں سوائے مشکیزوں کے دوسرے برتنوں میں پینا منع فرمایا کرتا تھا، اب تمام برتنوں میں پیا کرو۔ ہاں نشہ کی چیز نہ پینا۔

منت کی قربانی:

قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ امیروں کو کھلا سکتا ہے اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ منت ماننے والا غنی ہو یا فقیر دونوں کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

ایک روزہ ایک سال کے روزوں اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِیْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحَجَّةِ یَعْدِلُ صِیَامُ كُلِّ یَوْمٍ مِنْهَا بِصِیَامِ سَنَةٍ وَ قِیَامُ كُلِّ لَیْلَةٍ مِنْهَا بِقِیَامِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ [۳۲]

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ذی الحجہ

---

[۳۱] ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۸۔ [۳۲] الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۹۹، ابن ماجہ ص ۱۲۵، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۲۴، ترمذی جلد۱ ص ۱۵۸۔

کے (پہلے عشرہ یعنی پہلے) دس دنوں کی عبادت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں بہت محبوب ہے۔ (اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ) اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہے''۔

عَنْ حَفْصَۃَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ یَکُنْ یَدَعُھُنَّ النَّبِیُّ ﷺ صِیَامُ عَاشُوْرَآءِ وَالْعَشْرِ وَ ثَلاَ ثَۃَ اَیَّامٍ مِنْ کُلِ شَھْرٍ وَ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْغَدَاۃِ ۳۳؎

''ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم ﷺ چار باتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ (۱)۔ عاشورہ کا روزہ، (۲)۔ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے (نو دنوں کے) روزے، (۳)۔ ہر مہینے کے تین روزے اور (۴) فجر کی نماز سے پہلے دو سنتیں''۔

یوم عرفہ کا روزہ:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَۃَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ وَالَّتِیْ بَعْدَہٗ** ۳۴؎

''مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم پر امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کا یہ ثواب دے گا، ایک سال پچھلے اور ایک سال کے بعد کے گناہ معاف فرما دے گا''۔

یوم عرفہ کے روزہ کی رخصت:

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: **اَنَّ نَاسًا تَمَا رَوْا عِنْدَھَا یَوْمَ عَرَفَۃَ فِیْ صِیَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُھُمْ ھُوَ صَائِمٌ وَ قَالَ بَعْضُھُمْ لَیْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَیْہِ**

۳۳؎ ابن ماجہ ص ۱۲۵، نسائی جلد ا ص ۳۲۸، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۸۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۸۲۔ ۳۴؎ ابن ماجہ ص ۱۲۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۱۱۔

بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰی بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ[۳۵]

''ان کے سامنے لوگوں نے عرفہ کے دن رسول کریم ﷺ کے روزے کے متعلق گفتگو کی بعض لوگوں نے کہا رسول کریم ﷺ روزے سے تھے اور بعض لوگوں نے کہا روزے سے نہیں تھے تو (حضرت) ام الفضل (رضی اللہ عنہا) نے دودھ کا پیالہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا جبکہ آپ ﷺ عرفات میں اونٹ پر قیام فرما تھے (سوار تھے) تو آپ ﷺ نے دودھ نوش فرما لیا''۔

نوٹ: یہ واقعہ حجتہ الوداع میں عرفہ کے دن ہوا۔ جب رسول کریم ﷺ میدانِ عرفات میں قیام فرما تھے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے انتہائی سمجھداری اور فراست سے ان لوگوں کی بحث ختم فرما دی کہ رسول کریم ﷺ روزے سے تھے یا نہیں۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے روزہ غیر حاجی کے لئے سنّت ہے مگر حاجی کے لئے مستحب ہے۔ جبکہ ایسے حاجی کے لئے جو روزہ رکھ کر ارکان حج کو ادا نہ کر سکے، اس کے لئے روزہ مکروہ ہے۔ مذہب مختار یہی ہے کہ عرفا کا روزہ مستحب ہے مگر ان حاجیوں کے لئے نہیں جو دعا کرنے کی قوت اور اس میں کوشش کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔

علماء کرام فرماتے ہیں، اگر کسی نے سال میں افضل دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی ہو تو وہ ان دنوں (یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے دنوں) کی طرف رجوع کرے اور اگر تمام دنوں میں افضل دن کے روزہ کی منت مانی ہو تو یوم عرفہ کا روزہ رکھے اور اگر ہفتہ میں افضل دن کا روزہ رکھنے کی منت مانی ہو تو جمعتہ المبارک کا روزہ رکھے۔ اس عشرہ کے دن اس لئے افضل ہیں کہ ان میں یوم عرفہ آتا ہے اور عشرہ سے نو دن مراد ہے کیونکہ دسویں دن عید ہوتی ہے اور عید کا روزہ جائز نہیں۔ جس کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں۔

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا روزہ جائز نہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نَهٰی رَسُوْلِ

---

[۳۵] شرح السنۃ جلد ۳ ص ۵۲۱، مسلم جلد ا ص ۳۶۷، ترمذی جلد ا ص ۱۵۷۔

اللّٰہِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْفِطْرِ وَ النَّحْرِ ۳۶

"رسول کریم ﷺ نے (عید) الفطر اور قربانی کے دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے"۔

عید کے دن روزہ نہیں:

حضرت ابو عبیدہ جو حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ عیدالاضحیٰ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر فرمانے لگے: **یَآ یُّھَا النَّاسُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَدْ نَھَاکُمْ عَنْ صِیَامِ ھٰذَیْنِ الْعِیْدَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَیَوْمُ فِطْرِکُمْ مِنْ صِیَامِکُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیَوْمٌ تَاْکُلُوْنَ مِنْ نُسُکِکُمْ** ۳۷

لوگو! رسول کریم ﷺ نے ان دونوں عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ عید الفطر وہ دن ہے جب لوگ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر روزہ کھولتے ہیں اور عید الاضحیٰ کا دن قربانی (کا گوشت) کھانے کا دن ہے۔

مسئلہ: عید کے دن روزہ نہیں ہوتا۔ بعض لوگ روزہ کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اصل میں قربانی کرنے والا حضور نبی کریم ﷺ کی سنّت سمجھتے ہوئے قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد قربانی کے جانور کے گوشت میں سے کھانا کھاتا ہے۔ قربانی کے بعد قربانی کے جانور سے کچھ یعنی کلیجی یا پائے وغیرہ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔

☆☆☆

---

۳۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۸۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۱۔ ۳۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۸۲، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۷، ابن ماجہ ص ۱۲۴، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۔

ضمیمہ

ازافادات: شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی

قربانی صرف تین دن ہے

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ[۱] ''اور وہ معلوم دنوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ جانوروں پر اس کا نام لیں (اور ذبح کریں)''۔

پس منظر:

دنیا بھر کے مسلمان ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے جانوروں کی قربانی کرکے سنّت ابراہیمی (علیہ السلام) ادا کرتے ہیں۔ یہ قربانی عام طور پر دس ذِی الحجہ کو ہوتی ہے اور اسی دن قربانی کرنا افضل بھی ہے اور اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو قربانی نہ ہوسکے تو گیارہ یا بارہ ذِی الحجہ کو قربانی کا جانور ذبح کیا جاسکتا ہے۔ جمہور مسلمانوں کا یہی معمول رہا ہے اور آج بھی اسی طریقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔

لیکن افسوس! اب چند سالوں سے ''کچھ لوگوں نے'' جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں، مسلمانوں کے دیگر مذہبی معمولات کی طرح اس مسئلہ میں بھی اُمت کو الجھانے اور ذہنی انتشار کا بیج بونے کی راہ اختیار کرلی ہے۔ چنانچہ جوں ہی ذِی الحجہ کا ماہ مبارک آتا ہے، پوسٹروں، اشتہارات اور خطابات کے ذریعے لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ: ''قربانی کے چار دن ہوتے ہیں''۔

چونکہ ان کے خیال میں چوتھے دن قربانی نہ کرکے مسلمان سنّت کے تارک ہورہے ہیں اس لئے وہ اس دن کی قربانی پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ سنّت طریقہ ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔

۱۔ الحج:۲۸۔

"بریں عقل و دانش بباید گریست"

بنا بریں ہم نے مناسب سمجھا کہ ایک مختصر مضمون میں ایّام قربانی سے متعلق انصاف پر مبنی تحقیق پیش کر کے تین دن والے موقف کی ترجیح واضح کریں اور یہ بھی بتائیں کہ اس کے مقابل مسلک کی بنیاد کمزور ہے۔

لیکن اس سے پہلے اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرنا ضروری ہے کہ فقہاء اسلام کی ذوات قدسیہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہیں، جن کی خلوص پر مبنی کاوش کے نتیجے میں قرآن و سنّت کی تشریح و توضیح اور فقہی مسائل کا حل معلوم ہوا، لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ چاروں معروف فقہی مکاتب فکر میں سے کسی نہ کسی مکتب فقہ سے وابستہ ہو اور اسی کا نام تقلید ہے۔

اہلسنّت اور فقہ:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اہلسنّت و جماعت چاروں فقہ میں سے کسی نہ کسی فقہ سے ضرور وابستہ ہیں (وہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی، ہوں یا حنبلی) اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پاک و ہند کے اہلسنّت و جماعت فقہ حنفی کی روشنی میں اپنے فقہی مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں اور یہاں کے تقریباً تمام اہلسنّت حنفی ہیں بلکہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہندوستان (برصغیر پاک و ہند) کے بے علم لوگوں کے لئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید ضروری ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"جب جاہل (بے علم) آدمی ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر (سمرقند، بخارا وغیرہ) کے شہروں میں ہو اور کوئی عالم شافعی، مالکی اور حنبلی وہاں نہ ہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے مسائل سے باہر نکلنا اس پر حرام ہے کیونکہ اس صورت میں شریعت کی رسی اپنی گردن سے نکال کر مہمل اور بیکار رہ جائے گا" [۲]۔

ایّام قربانی اور ائمہ اربعہ:

(حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی) فقہ حنبلی کے مطابق قربانی کا آخری

---

[۲] شاہ ولی اللہ "الانصاف" مع اردو ترجمہ کشاف ص ۷۱۔۷۰۔

وقت ایّام تشریق کا دوسرا دن (بارہ ذِی الحجہ) ہے اور ایّام نَحر (قربانی کے دن) تین ہیں، عید کا دن اور اس کے بعد دو دن، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ قربانی تین دن ہے"۔ [۳]

(فقہ مالکی کے بانی) حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "تیسرا دن قربانی کا آخری دن ہے"۔ [۴] فقہ حنفی کے مطابق بھی قربانی کے صرف تین دن ہیں۔ کیونکہ قربانی صرف ایّام نَحر میں جائز ہے اور ایّام نَحر تین ہیں۔

"ہدایہ" میں ہے: **وھی جائزہ فی ثلاثة ایام یوم النحر و یومان بعدہ** [۵]

"اور یہ قربانی تین دن جائز ہے عید کا دن اور اس کے بعد دو دن"۔

جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یوم نَحر (عید کا دن) اور اس کے بعد تین دن تک قربانی کرنا جائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں: "**الا ضحیة جائزة یوم النحر و ایام منی کلھا**" [٦]

"قربانی عید کے دن اور منیٰ کے تمام دنوں (ایّام تشریق) میں جائز ہے"۔

گویا ائمہ اربعہ میں سے تین ائمہ کے نزدیک قربانی صرف تین دن جائز ہے۔ (جبکہ صرف ایک کے نزدیک چوتھے دن قربانی کرنا محض جائز ہے سنّت نہیں۔

نوادر الفقھاء میں ہے:- **اجمع الفقھاء ان التضحیة فی الیوم الثالثه عشر غیر جائز الا الشافعی فانه اجازھا** [۷]

"اس بات پر فقہاء کرام کا اجماع ہے کہ ۱۳ ذِی الحجہ کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ البتہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ اسے جائز قرار دے رہے ہیں"۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی دلیل:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے موقف پر حضرت جبیر بن مطعم

---

[۳] عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی، المغنی جلد ۸ ص ۶۳۸۔ [۴] شرح مسلم جلد ٦ ص ۱۳۱۔ [۵] ہدایہ اخیرین جلد ۴ ص ۴۴۴۔ [٦] کتاب الام جلد ۱ ص ۲۲۶۔ [۷] البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۴ ص ۱۷۷۔

رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **کل ایام تشریق ذبح** [۸] ''تمام ایّام تشریق ذبح کے ہیں''۔

اس حدیث کو سلیمان بن موسیٰ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ''الجوھر النقی'' کے مصنف علاء الدین علی بن عثمان (المعروف ابن ترکمانی علیہ الرحمہ) لکھتے ہیں: **قلت سلیمان ھذا متکلم فیہ و حدیثہ ھذا اضطرابا کثیرا بینہ صاحب الاستذکار** [۹]

''میں کہتا ہوں اس سلیمان کے بارے میں جرح کی گئی ہے اور اس کی اس حدیث میں بہت زیادہ اضطراب ہے جسے ''استذکار'' کے مصنف نے بیان کیا ہے''۔

اور امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **سلیمان بن موسیٰ لم یدرک جبیر بن مطعم فیکون منقطعا** [۱۰]

''سلیمان بن موسیٰ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے''۔

پھر اس سند میں ایک راوی سوید بن عبدالعزیز ہیں، جن کے بارے میں امام بیہقی (شافعی) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **وھو ضعیف عند بعض اھل النقل** [۱۱]

''وہ بعض اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہیں''۔

اس پر ابن ترکمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **قلت وھو ضعیف عند کلھم او اکثرھم** [۱۲] ''میں کہتا ہوں وہ تمام یا اکثر اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہیں''۔

''مسند بزار'' میں یہ حدیث ابن ابی حسین کے واسطہ سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ اس پر امام بزار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

---

[۸] مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۸۲۔ [۹] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۹ ص ۲۹۶۔ [۱۰] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۹ ص ۲۹۶۔ [۱۱] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۹ ص ۲۹۶۔

ابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم فیکون منقطعا [۱۳]

''ابن ابی حسین کی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے''۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ ایک دوسری حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں: **الا ضحی ثلاثة ایام بعد یوم النحر** [۱۴]

''قربانی عید کے دن کے بعد تین دن ہے''۔

اس حدیث میں ایک راوی طلحہ بن عمرو حضرمی ہیں جو بواسطہ حضرت عطاء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن ترکمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **ضعفه ابن معین و ابو ذرعه و الدار قطنی و قال احمد متروک و ذکره الذهبی فی کتاب الضعفاء** [۱۵]

''طلحہ بن عمرہ حضرمی کو ابن معین، ابو ذرعہ اور دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ شخص متروک ہے اور امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اس کا ذکر کتاب الضعفاء میں کیا ہے''۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے بھی استدلال فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ایام التشریق کلها ذبح** [۱۶] ''تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں''۔

یہ حدیث معاویہ بن یحییٰ صرفی بواسطہ زہری ابن مسیّب سے، وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، معاویہ بن یحییٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' تو انہوں نے فرمایا ''وہ کوئی چیز نہیں ہے (غیر معتبر ہے)'' اور علی بن مدی نے فرمایا: ''معاویہ بن یحییٰ صرفی ضعیف ہے''۔ [۱۷]

---

[۱۳] البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۴ ص ۱۷۷۔ [۱۴] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۹۶۔ [۱۵] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۹۶۔ [۱۶] البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۴ ص ۱۷۷۔ [۱۷] الکامل الضعفاء الرجال (ابو احمد عبد اللہ بن عدی جلد ۶ ص ۲۳۹۰)۔

علاوہ ازیں امام نسائی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حاتم نے "کتاب العلل" میں فرمایا: **فان ھذا حدیث موضوع بھذا الاسناد** ۱۸ "اس سند کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے"۔

تین دن قربانی پر دلائل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھمۃ الانعام** ۱۹

"اور ان معلوم دنوں میں جانوروں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر ان کو ذبح کرتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے"۔

اس آیت کریمہ کے تحت امام ابوبکر رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **لما ثبت ان النحر فیما یقع علیہ اسم الایام و کان اقل ما یتنا ولہ اسم الایام ثلثۃ وجب ان یثبت الثلاثۃ وما زاد لم تقم علیہ الدلالۃ فلم یثبت** ۲۰ "جب یہ بات ہوگئی کہ ایّام معلومات سے قربانی کے دن مراد ہیں اور لفظ ایّام (جمع) کی دلالت کم از کم تین پر ہے تو تین دن یقیناً ثابت ہوگئے اور تین دن سے زائد پر کوئی دلیل نہیں، پس وہ ثابت نہیں"۔

حضرت نافع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: **الا ضحی یومان بعد یوم الاضحی** ۲۱

"عیدالاضحی کے بعد قربانی دو دن ہے"۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی یہی بات فرماتے تھے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: **الذبح بعد النحر یومان** ۲۲ "عید کے بعد دو دن تک قربانی کرسکتے ہیں"۔

تینوں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے لئے صرف تین دنوں کا ذکر فرماتے ہیں, حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **النحر ثلاثۃ ایام** ۲۳

---

۱۸ البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد۴ ص ۱۷۷۔ ۱۹ الحج: ۲۸۔ ۲۰ احکام القرآن للجصاص جلد۳ ص ۲۳۵۔ ۲۱ السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۹ ص ۲۹۷، موطا امام مالک ص ۴۹۷۔ ۲۲۔۲۳ السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۹ ص ۲۹۷، موطا امام مالک ص ۴۹۷۔

”قربانی (صرف) تین دن ہے“۔

اس سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار دن قربانی والے کی روایت گزر چکی ہے۔ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ دونوں روایات کا موازنہ کرنے کے بعد اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: **اخرج الطحاوی بسند جید عن ابن عباس** [۲۴]

”امام طحاوی نے نہایت عمدہ سند کے ساتھ (یہ حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے“۔

حضرت امام محمد، حضرت امام ابوحنیفہ سے اور وہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی علیہم الرضوان سے نقل کرکے فرماتے ہیں: **الاضحی ثلثة ایام یوم النحر و یومان بعده** [۲۵]

”قربانی تین دن ہے عید کا دن اور اس کے بعد دو دن“۔

اگر کہا جائے کہ ”ان میں سے کسی روایت میں بھی نبی کریم ﷺ کا اپنا ارشاد گرامی منقول نہیں (یعنی مرفوع حدیث نہیں) بلکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین کے اقوال ہیں، تو معلوم ہونا چاہئے کہ جو بات قیاس سے نہ کہی جا سکے، اس میں صحابی (رضی اللہ عنہ) کا قول درحقیقت نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ سے سن کر بیان کیا اور دنوں کی تعداد کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اس میں کوئی صحابی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لہٰذا یہ تمام روایات درحقیقت سرکار کائنات ﷺ کے ارشادات مبارکہ ہی کو بیان کر رہی ہیں۔

ابن ترکمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **قال الطحاوی فی احکام القرآن لم یرو عن احد من الصحابه خلافهم فتعین اتباعهم اذ لا یوجد ذالک الا توفیقا** [۲۶]

”امام طحاوی علیہ الرحمہ ”احکام القرآن“ میں فرماتے ہیں کہ کسی صحابی

---

[۲۴] البنایہ شرح ہدایہ جلد۴ ص ۱۷۷۔ [۲۵] کتاب الآثار (حضرت امام ابوحنیفہ بروایت امام محمد) ص ۳۵۴۔ [۲۶] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۹۷۔

(رضی اللہ عنہ) سے ان (صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم) کے خلاف منقول نہیں ہے لہٰذا ان (رضی اللہ عنہم) کا اتباع متعین ہوگیا کیونکہ ایسی بات صرف توفیقی ہوتی ہے"۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر بیان کر دی گئی)۔

تین دن تک گوشت کھانے کی اجازت سے استدلال:

شروع شروع میں سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو تین دن کے بعد گھر میں گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثة وفی عنه شئی** [۲۷]

"جو آدمی قربانی کرے اس کے پاس تیسری رات کے بعد گوشت نہ ہو"۔

یہ ٹھیک ہے کہ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پابندی اٹھالی اور تین دن کے بعد بھی قربانی کا گوشت کھانے اور اسے محفوظ رکھ کر فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قربانی کے تین دن ہیں اگر چوتھا دن بھی ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کے سلسلے میں چوتھی رات کا ذکر بھی فرماتے، صرف تین کا ذکر نہ ہوتا۔

پھر بھی تین ہی دن:

گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ قربانی کے چار دن کے حوالے سے جو استدلال کیا گیا وہ نہایت کمزور ہے اور اس سلسلے میں مروی احادیث مبارکہ پر محدثین نے راویوں کے ضعف اور حدیث میں ارسال وانقطاع کے حوالے جرح کی ہے جبکہ تین دن سے متعلق مؤقف مضبوط دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ تاہم اگر قربانی کے چار دن سے متعلق روایات کو ضعیف یا موضوع نہ بھی بنایا جائے تو بھی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ تین دن والی روایات کو ترجیح دی جائے کیونکہ تین دن پر سب کا اتفاق ہے اور

---

[۲۷] صحیح بخاری جلد۲ ص ۸۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۹۲۔

چوتھے دن میں اختلاف ہے۔ لہٰذا جس پر سب کا اتفاق ہے اسی کو اختیار کرلیا جائے۔

سرکارکائنات ﷺ نے ارشادفرمایا:: **دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ**

''جو بات تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس بات کو اختیار کرو جو شک سے پاک ہے''۔

یہ تو ائمہ کرام کے درمیان اختلاف کا ذکر اور اس سلسلے میں تحقیق تھی، آیئے دیکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں غیر مقلدین کے اکابر کیا کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک:

جیسا کہ ہم نے ابتداء میں لکھا ہے کہ اہل پاکستان کی اکثریت فقہ حنفی سے تعلق رکھتی ہے اور فقہاء اربعہ میں سے صرف امام شافعی علیہ الرحمہ قربانی کے لئے چار دن کے قائل ہیں جبکہ پاکستان میں شاید ہی کوئی شافعی المسلک ہو اس لئے کسی فقہی مکتب فکر کی جانب سے چوتھے دن پر اصرار نہیں ہوتا۔

البتہ اس ضمن میں جس قدر ''اشتہار بازی'' ہوتی ہے اور قربانی کے چار دن کی ''رٹ'' لگائی جاتی ہے اس کا منبع غیر مقلد حضرات ہیں، جو کسی فقہی امام کی تقلید نہیں کرتے۔

لہٰذا ہم ان کے گھر کی شہادت پیش کرکے عقل وخرد کے دامن سے وابستہ لوگوں کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

غیر مقلدین کے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث جن کو ''مفتی اعظم شیخ الکل فی الکل'' کہا گیا ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں چوتھے دن کی قربانی کو محض جائز قرار دیا ہے نہ کہ سنّت بلکہ جو شخص جان بوجھ کر چوتھے دن قربانی کرے اس کو موصوف نے نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف چلنے والا قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں سوال وجواب دونوں بعینہٖ نقل کیئے جاتے ہیں تاکہ قارئین کرام خود فیصلہ کرسکیں۔

سوال: ایک آدمی اس حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے جان بوجھ کر چوتھے دن قربانی کرتا ہے۔ (حدیث شریف) **من تمسک بسنتی عند فساد**

امتی فله اجر مائه شهید ”جو شخص فسادِ اُمت کے وقت میری سنّت کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے“۔ تو کیا وہ اجر عظیم کا مستحق ہو گا یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔ (سائل ظہیر احمد ظہیر)

جواب: اس آدمی کا عمل نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف ہے۔ اس کو تھوڑا اجر ملے گا کیونکہ اصل قربانی عید کے دن ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عید کے دن قربانی دی ہے۔ تمام کتب احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا فرمان اس طرح موجود ہے: **اول ما نبداء به فی یومنا هذا ان نصلی و نرجع فنحر**

”آج کے دن ہم سب سے پہلے نماز عید پڑھیں گے اور واپس آ کر قربانی کریں گے“۔

معلوم ہوا کہ نماز پڑھ کر قربانی دینی چاہیۓ اگر قربانی کے وسائل موجود ہوں تو عید کے دن ہی قربانی کرنا ضروری ہے۔ اگر وسائل نہیں تو دوسرے دن بھی جائز ہے۔ اگر دوسرے دن بھی میسر نہیں آئی تو تیسرے دن اور اگر تیسرے دن بھی میسر نہیں ہو سکی تو پھر عید کے چوتھے دن صرف جائز ہے، سنّت نہیں۔ لہٰذا مُردہ سنّت کو زندہ کرنے والی بات بھی غلط ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی۔ لہٰذا یہ آپ ﷺ کی سنّت نہیں ہے اور مُردہ سنّت کو زندہ کرنے والی بات غلط ہے اور جاہلوں والی بات ہے، جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے“۔[۲۸]

قابل توجہ:

آپ نے غیر مقلدین حضرات کے ایک بہت بڑے مفتی کا فتویٰ پڑھا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنا خلاف سنّت ہے اور ان حضرات کے نزدیک بھی زیادہ سے زیادہ جواز کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں چند دیگر باتوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ اُمتِ مسلمہ کا معمول چوتھے دن قربانی کرنا نہیں ہے، اسی لئے سوال کرنے والے نے اسے مُردہ سنّت سے تعبیر کیا۔ (اگرچہ اس کا مُردہ سنّت کہنا صحیح نہیں)۔

---

[۲۸] فتاویٰ برکاتیہ (اہلحدیث ص ۲۸۰،۲۷۹ جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ)۔

۲۔ اس فتویٰ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عید کے دن قربانی کی ہے تو پھر مسلمانوں کو اس سنّت سے محروم کرنے کی مہم کا کیا مقصد ہے؟

۳۔ تعجب خیز بات ملاحظہ کیجئے ایک طرف مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ''اس کا عمل نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف ہے'' اور دوسری طرف یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''اسے تھوڑا اجر ملے گا''۔ (سبحانہ اللہ! کیا پتے کی بات کی ہے)۔

۴۔ ایک طرف تو مقلدین حضرات سنّت کی محبت (کے دعویٰ) میں مسلمانوں کو جائز اور مستحب معمولات کو بھی ''خلاف سنّت'' قرار دے کر ''بدعت'' کا فتویٰ لگاتے ہیں اور یوں مسلمانوں کی اکثرت کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف چوتھے دن کی قربانی پر، جو ان کے نزدیک بھی محض جائز ہے، بہت زیادہ زور دے کر اُمتِ مسلمہ کو سنّت پر عمل کرنے سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان حضرات کے نزدیک سنّت و بدعت کا ایک الگ الگ معیار ہے۔ اور وہ ہے

جو مزاج یار میں آئے۔

اہلسنّت و جماعت بھائیوں سے گزارش:

ہم نے عدل وانصاف کا دامن تھامے ہوئے اس مسئلہ پر مبنی پر تحقیق تحریر پیش کی ہے اور دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ قربانی صرف تین دن ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے، یہی نہیں بلکہ سنّت طریقہ بھی یہی ہے۔ علاوہ ازیں اُمتِ مسلمہ کا آج تک یہی معمول رہا ہے۔ لہٰذا سواد اعظم اہلسنّت و جماعت، رسول کریم ﷺ کے دامن کو مضبوطی سے تھامے ہوئے اسی راہ پر گامزن رہیں اور اگر کہیں دور حاضر کی فتنہ سازیوں کی وجہ سے شک وشبہ کی فضاء پیدا ہو تو علماء اہلسنّت کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حقائق کا فہم وادراک اور ان کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!